بار بار گناہ اور بار بار استغفار کرنے والے

مدرّس: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ ، غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ، ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ، ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا' قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ ، فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ' غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ' ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ، ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا' قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا آخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ' فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ' غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ' فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ)) (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے کسی بندے نے کوئی گناہ کیا' پھر اللہ سے عرض کیا: اے میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا' مجھے معاف فرما دے! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے اور ان پر گرفت بھی کر سکتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کا گناہ بخش دیا اور اس کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا' اور پھر کسی وقت گناہ کر بیٹھا' اور پھر اللہ سے عرض کیا: میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا تو اس کو بخش دے اور معاف فرما دے' تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہ و قصور معاف بھی کر سکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا' اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے میرے مالک و مولیٰ! مجھ سے گناہ ہو گیا تو مجھے معاف فرما دے اور میرا گناہ بخش دے! تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا: میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک و مولیٰ ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا' اب جو اس کا جی چاہے کرے۔''

استغفار دعا ہی کی ایک قسم ہے' یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور قصوروں کی معافی اور بخشش چاہنا۔ انسان فطرتاً کمزور ہے اور کوشش کے باوجود اس سے گناہ اور قصور سرزد ہو جاتے ہیں۔ اس طبعی کمزوری کا لحاظ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو گناہوں کی بخشش کا فائدہ دیا ہے۔ اس فطری کمزوری کے سبب جب انسان سے گناہ کا کام ہو جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتا اور اپنے گناہ کی معافی چاہتا ہے۔ ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کو اچھا لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا قصور معاف کر دیتا ہے۔

استغفار کا لازمی تقاضا توبہ ہے' یعنی گناہ کی بخشش مانگنے کے ساتھ ساتھ انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ

گناہ پر نادم ہو اور آئندہ کے لیے اس گناہ سے باز رہنے کا پختہ ارادہ کرے۔ خطا کا صدور ہر انسان سے ہو جاتا ہے' لیکن کسی انسان کو جب احساس ہو جاتا ہے کہ اس نے اللہ کی ناراضگی والا کام کیا ہے تو وہ اپنے پروردگار کے سامنے دست بستہ حاضر ہو کر توبہ کرتا اور اپنے قصور کی معافی چاہتا ہے' یہی استغفار ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ ایک بندے کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ اُس سے ایک گناہ ہو گیا تو اس نے کہا: اے میرے پروردگار! مجھ سے گناہ ہو گیا ہے' مجھے معاف فرما دیجیے۔ اس پر ربّ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا میرے بندے کو پتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ کو معاف بھی کرتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے؟ یہ انداز اللہ تعالیٰ کو پسند آتا ہے کہ بندے نے معافی کے لیے کسی غلط جگہ کا رخ نہیں کیا بلکہ سب کو چھوڑ کر غفار الذّنوب کی طرف متوجّہ ہوا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے۔ اسی طرح اس سے پھر گناہ ہو جاتا ہے تو وہ پھر توبہ کرتا اور اللہ کے حضور استغفار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا میرے بندے کو پتا ہے کہ اُس کا ایک ربّ ہے جو گناہ بخشتا بھی ہے اور اس پر سزا بھی دے سکتا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اسی طرح تیسری مرتبہ بھی گناہ کی معافی چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا اور اس کا گناہ بخش دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی فرماتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا' اب جو اس کا جی چاہے کرے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے یہ کسی خاص شخص کا ذکر نہیں بلکہ ایک کردار کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار بندے ایسے ہیں کہ جن سے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں اور وہ اس پر شرمندہ اور پشیمان ہو کر توبہ کرتے اور اللہ سے بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔ سچے دل سے توبہ کر کے استغفار کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی کریمانہ معاملہ ہوتا ہے۔ بندہ بار بار اپنی توبہ توڑ بیٹھتا ہے' مگر جب وہ پختہ ارادے کے ساتھ پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بار بار اس کے استغفار کو قبول کرتا اور اسے معاف کر دیتا ہے۔ جامع ترمذی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ استغفار کرے وہ اگر دن میں ستر مرتبہ بھی پھر وہی گناہ کرے تو وہ گناہ پر اصرار کرنے والوں میں شمار نہیں ہوتا''۔ یہ ایسے بندے کے لیے ہے جو بے فکری' بے خوفی اور بے شرمی کے ساتھ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اور نہ وہ عادی مجرم ہے' بلکہ بشری تقاضے کے تحت اس سے قصور ہو جاتا ہے تو وہ فوراً اللہ کے حضور حاضر ہو کر مغفرت کی درخواست کرتا ہے اور اپنا قصور معاف کرا لیتا ہے۔ جب بندہ معافی کا خواست گار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ میرا بندہ میرے سوا اور کسی سے گناہ بخشوانے کے لیے رجوع نہیں کرتا بلکہ اس کو معلوم ہے کہ گناہ صرف میں ہی بخش سکتا ہوں۔ گویا اس کا توحید پر پُختہ ہونا اُس کے گناہ کی معافی کا سبب بن جاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی بخشش کی کوئی حد نہیں اس لیے کسی بڑے سے بڑے گناہگار کے گناہ بخشنے میں بھی اسے کوئی دیر نہیں لگتی' بلکہ وہ تو ایسے بندوں کو پسند کرتا ہے جو گناہ ہو جانے پر استغفار کرتے اور معافی چاہتے ہیں۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمؑ کا ہر بیٹا خطاکار ہے (یعنی ایسا کوئی نہیں جس سے کبھی کوئی خطا سرزد نہ ہوئی ہو) اور خطاکاروں میں وہ بہت اچھے ہیں (جو خطا اور گناہ کے بعد) سچی توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں''۔ سچی توبہ اور استغفار کی قبولیت میں تو ذرہ برابر

بھی شک نہیں‘ کیونکہ اس طرح بندہ رب کریم کی شانِ غفاری کے سایہ میں آ جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’اگر بالفرض تم سب لوگ کوئی گناہ نہ کرو تو اللہ کوئی اور ایسی مخلوق پیدا کرے گا جن سے گناہ بھی سرزد ہوں گے‘ پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کا فیصلہ فرمائے گا‘‘۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے اس حدیث کا اپنی زندگی میں تذکرہ نہ کیا مبادا کم فہم لوگ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں اور گناہوں پر جری ہو جائیں۔ پھر اپنی وفات کے وقت کتمانِ حق کے خوف سے یہ حدیث بیان کر دی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو وہ بندے پسند ہیں جو بشری تقاضے کے تحت گناہ کر بیٹھتے ہیں مگر توبہ اور استغفار کے ذریعے وہ گناہ معاف بھی کرا لیتے ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ہر صفت بے حد وحساب ہے اسی طرح اس کی صفت غفاریت بھی بے حساب ہے۔ جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’اے ابن آدم! مجھے پروا نہیں چاہے تیرے گناہ آسمان کے بادلوں تک جا پہنچیں اور پھر تو مجھ سے بخشش مانگے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین بھر خطائیں لے کر آئے اور مجھے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں تیرے پاس اتنی ہی مغفرت کے ساتھ آؤں گا۔‘‘

حدیث زیر مطالعہ میں آخری الفاظ فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ بخشش مانگنے والے کو گناہوں کی اجازت مل گئی ہے‘ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو بندہ گناہ سرزد ہونے کے بعد سچے دل سے توبہ کر کے استغفار کرتا ہے تو وہ اپنا گناہ بخشوا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بشارت دیتا ہے کہ اے میرے بندے! میں نے تیرا گناہ معاف کر دیا۔ اگر تجھ سے گناہ ہوتے رہے اور تو اسی انداز سے سچی توبہ کر کے استغفار کرتا رہا تو میں تیرے گناہ بخشتا رہوں گا۔

الغرض اس حدیث سے ایک نتیجہ تو یہ سامنے آتا ہے کہ بخشش پوری اُمید کے ساتھ اللہ سے مانگی جائے۔ گناہ سے توبہ ندامت اور شرمندگی کے ساتھ ہو اور وہ گناہ پختہ ارادے سے چھوڑ دیا جائے۔ دوسرا نتیجہ یہ کہ انسان کبھی اللہ کی رحمت اور مغفرت سے مایوس نہ ہو۔ وہ تمام گناہوں کو بخشنے کا اختیار رکھتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا﴾ (الزمر:۵۳)

تیسرا سبق اس حدیث سے یہ ملتا ہے کہ صرف زبان سے استغفر اللہ کا ورد کافی نہیں‘ گناہوں کو چھوڑنا بھی ضروری ہے۔ البتہ عین ممکن ہے کہ بندے سے پھر وہی گناہ سرزد ہو جائے اور پھر سچی توبہ اور استغفار کر کے معاف کرا لیا جائے۔ یہ بات تو ظاہر اور باہر ہے کہ جان بوجھ کر گناہ کا ارتکاب کرتے رہنا یا اور کسی گناہ کو مستقل طور پر اس خیال سے اختیار کرنا اور کرتے رہنا کہ بعد میں معاف کرا لیں گے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکا کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ تو دھوکا کھانے سے پاک اور منزہ ہے۔ اور پھر کس شخص کو پتا ہے کہ اسے توبہ اور استغفار کا موقع ملے گا‘ کیونکہ زندگی کا خاتمہ تو کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔ اس لیے گناہ کے صدور کے فوری بعد استغفار کرنا ضروری ہے۔

❁❁❁